UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232663
UNIVERSAL
LIBRARY

امدن و خدائی سبحان جالوی دین جہاں کی توفیق سی

کاتب تقدیر یاور فقیر صاحب تدبیر کی نظم کہانی فصاحت و بلاغت جیسی ترکیب
بلندی مضامین مین لاثانی سے کلام دل آویز عبرت افزا اشعے

مثنوی قضا و قدر

سرمایہ چہرہ منزل بلاغت گستری مہر اوج ہنر پروری فلک سخنوری کے
بدر منیر مثنوی گوئی مین بی نظیر عروض دانی مین یکتائی نامی سید غلام حسنین قدر بلگرامی

مطبع شعلۂ طور واقع کانپور مین نوبت طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کریم
ہی وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا اوسنے پاک
خاک کیا خاک سے پہر گل کیا
عضو تہے جمع بنا آدمی
خاک ہی کو نور پیمبر دیا
آئینۂ قدرت رب قدیر
رہتے تہے حق سے کوئی دم جدا
وصل یہہ تہا سایہ کو چارہ نہ تہا
سایہ صفت ساتہ علی کا رہا
جسم نبی جسم علی ایک تہا
تہے وہ پیمبر یہہ امام ہدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و قدیر
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

احمد مختار بشیر و نذیر
سایہ نہ مرئی تہا مثال خدا
خالق و احمد مین گذارہ نہ تہا
لحمک لحمی احمد نے کہا
خون علی خون نبی ایک تہا
اون پہ درود اِن پہ سلام خدا

باعث نظم

جمع مجھ سے ایک دن احباب و یار — صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان — نطق مین گل ریز تھی شاخ زبان

جلسے مین ہر ایک نے اک داستان — چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب — دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام — جن کے سخن کی ہی بڑی دہوم دہام

کہنے لگے مجھ سے وہ ذی فہم و عقل — یاد ہی ای قدر مجھے ایک نقل

ہی وہ صدف گوہر تقدیر کی — موج ہی سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اوسے کر کے سنا دیجیے — آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز — ہو گئی اونکی مجھے خاطر عزیز

پہر نہ مین خاطر شکنی کر سکا — پہر نہ مین کچھ کم سخنی کر سکا

اس سے نئی نظم مین قصہ لکھا — رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا

ہی جو بنا قصے کی تقدیر پر — نام ہی ای قدر قضا و قدر

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما سا گیا — بادۂ گلرنگ پلا سا گیا

ابر ہی اور فصل بہاری کا زور — ہی یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے — ہاتھ مین مستون کی ہون دونون سرے

دور مین جام مئی انگور ہو — قلقل مئی نغمۂ طنبور ہو

قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر — سوتے ہوئے فتنے کے پٹ بھیڑ کر

نیند نہ آئے تو کہانی کہون
جو جو سنا ہی وہ زبانی کہون

اک طرف اک شہر تھا آراستہ
جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ

خوب تھی شہر کی ایک اک دکان
طرفہ عمارات عجائب مکان

شہر کے باشندے سخی و کریم
عاقل و دانا و ظریف و حکیم

رہتا تھا اوس شہر مین اک مالدار
خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار

جمع تھا اسباب معیشت تمام
سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام

خرچ کا مطلق اوسے ڈر کا نتھا
رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا

زر ہو نہو زر کا جو والی تو کیا
ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا

اوسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا
گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا

دل جگر اس ہونے سے تھے داغ داغ
گھر مین نہ رکھتا تھا وہ گھر کا چراغ

شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر
روز کو خیرات مین کرتا بسر

اشک گرے فضل خدا ہوگیا
سینچ دیا نخل ہرا ہوگیا

کی جو بھلائی تو بھلا ہوگیا
صدقہ دیا رد بلا ہوگیا

آئے کو محتاج نہ جانے دیا
اوسنے دیا اوسکو خدانے دیا

نخل سخاوت سے اوسے پھل ملا
زر جو دیا غنچہ مطلب کھلا

سنتے ہین درویش کوئی آگیا
جیسے کہ اوس شخص کا جی آگیا

مست مے کشف و کرامات تھا
رند قدح نوش مناجات تھا

ماتھے پہ نور صباح امید
چاندسا منہ چاندنی ریش سپید

ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر
مہر تھی گویا خط تقدیر پر

لب جو کھلے عقدہ دل وا ہوا
جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا

ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل
قطع مگر رشتہ طول امل

کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا
جسم ہوا گھل کے نئے بوریا

مل گیا تھا زہد مین ایسا بدن
رشتہ تسبیح تھا سارا بدن

دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا | شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھی الف اللہ کا قد بلند | یون ہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشتبک کفنی دوش پر | جس سے منون خاک تھی دوش پر
مدحت معبود مین تھا تر زبان | ذکر خداوند جہان بر زبان
کعبہ مقصود رسیدہ فقیر | بیٹھ گیا آگے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر | دل مین ہوا گھر تو رہا اوسکے گھر
اوسنے کہا آپ کا تکیہ کدہر | بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا | کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادہر کس طرف | بولے ہوا حکم خدا جسطرف
جب یہ کہا دست دعا چاہیے | ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے
جب یہ کہا یاس ہی اب چارہ سوز | کہنے لگے بھول نہ لاتقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد | ہی عوض لخت جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین | طفل سرشک آتے ہین آغوش مین
کہکے یہ دلریش نے رو رو دیا | سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
سوی خدا دست دعا اوٹھ گئے | بیٹھ گیا دست دعا اوٹھ گئے
قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی | سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دے تجھ نے خدایا ہمین | اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے | چاہے تو بن مانکے ہویدا کرے
عیسیٰ و حوا ہین یہ دونون گواہ | قادر ہر فعل ہی تو اے الٰہ
لوح رحم کا ہی تو ہی نقشبند | کھینچتا ہی نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا | آب سے اور گل سے اجالا کیا

حکم سے تیرے ہوا میلِ قرار
نطفے کو ای خالق ہفت و نور و نار

تونے رحم میں علقہ کر دیا
پھر سے علقے کو وہیں مضغہ کیا

مضغے میں روئیدہ کیے پھر عظام
لحم و با عظم کو بخشا قیام

پھر عصب و پی کو جو پیدا کیا
خلقتِ آخر کو ہویدا کیا

ایسین کوئی تیرے برابر نہیں
ہر کوئی مخلوق ہی تیرا حسین

جانتا ہی غائب و حاضر کو تو
خوشخبری دیتا ہی عاشق کو تو

مردے سے بد تر زکریا ہوے
پایا جو فرزند تو زندا ہوے

یونہیں طلبگار ہی تجھسے امیر
ہی ترے در پر ترے در کا فقیر

شاد تو ای میرے خدا کر اسے
دولت فرزند عطا کر اسے

حسرت اولاد سے ہی دلمیں درد
ای مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد

کیا ہی موثر تھی دعاے خفی
ذکر خفی اور نداے خفی

دودِ دعا ابر سا چھانے لگا
بحر اثر موج پر آنے لگا

میکدے سے ہیں آج بڑی سیر سے
قدر کرد پھر جانے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہی فصل بہار اندنون
کیا ہی چہکتے ہیں ہزار اندنون

کالی گھٹا چھائی ہی گلزار پر
کوکتے ہیں مور بھی دیوار پر

رعد کا غل ہی کہ خبردار ہو
برق کی چشمک ہی کہ ہشیار ہو

دلمیں کھیا جاتا ہی سامانِ باغ
تنتے اکڑتے ہیں جوانانِ باغ

موج میں ہی باغ کے جو نہر ہی
حوض کے دل میں بھی عجب لہر ہی

باغ سے جاتی نہیں اک دم گھٹا
حوض پہ میخوارون کا ہی جمگھٹا

اینڈتے ہیں تاک عجب رنگ ہی
عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہی

تاکتے ہیں رند کھڑے دور سے
آنکھیں لڑی رہتی ہیں انگور سے

ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقا آخر
عالم الغیب والشہادۃ
کہیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا
قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء

پیچ ہی ہر بل مین گیسو کی شکل
مست خونریز میسر ہوئے

ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین
ہوش مین آ ساقی رنگین لباس

وہیان اگر جانب میخانہ آئے
آج تو رندون مین یہ گاڑہی چھنی

رحمت رب ہو گیا ابر سیاہ
فصل بہاری مین ہی ہر مست پاک

دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام
قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا

یونہین اگر ذلت اوٹھایا کرے
لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے

لاکھ یہ چاہا کرے افشای راز
یہ کہے اور اور کہین اور اور

ہم وہ ہین وہ جام پیے جسگھڑی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہی

آج تو نشّے مین یہ سوجہی ترنگ
خوب چڑہے نشّہ مافی الضمیر

قدر یہی دل مین ارادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو

ہی جو فسانہ اوسی دلریش کا
دعوت درویش کی تاثیر واہ

خوب دعاؤنکا بندھا سلسلہ

شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل
میکدے رندون کے لیے گھر ہوئے

حور سے کوثر کا ابہی جام لین
دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس

صاف ہو خم اور کہین دہبا نہ آئے
ناز پری کرتی ہی تردامنی

پانی پڑا دہو گئے سب گناہ
ابر کی چادر سے بنا دست پاک

آنکھ سے پر تین چھپاتے ہین جام
میکدے مین کچھ بہی نہ پائے تو کیا

پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
مہر نہ ہلے لاکھ یہ سر بہی دہنے

کوئی نہ میخانے مین بتلای راز
پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کے طو

عقل فلاطون سے بہی بڑہ گئی
ساغر جمشید بہی چکّر مین ہی

جام سے کہلجای زمانے کا رنگ
بکنے لگین حال امیر و فقیر

خوان تکلف کو زیادہ کیا
میری بہی دہن ہی کہ افشا نہ ہو

ذکر کرو دعوت درویش کا
جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ

وہ جو عقیمہ تہی ہوئی حاملہ

قفل میں خازن نے لگائی کلید ‏ — دم میں ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ شکم زن ہوا ‏ — گوہر نایاب کا مخزن ہوا

گھر میں عجب قہقہے ہونے لگے ‏ — گھہلیں ہو میں چہچہے ہونے لگے

حمل ترقی پہ جو مائل ہوا ‏ — ماہ نہم میں مہر کامل ہوا

سنتے ہیں جب نور کا تڑکا ہوا ‏ — چودہویں کے چاند سا لڑکا ہوا

نام خدا تیری کریمی کی شان ‏ — دیر نہیں تو جو ہوا مہربان

چھاؤں عنایت کی جو دکھلا گیا ‏ — شاخ شکستہ میں ثمر آ گیا

صدقے ترے اے مرے رب علا ‏ — جسنے جو مانگا وہ اوسے دیدیا

کہتے ہیں جب باپ کو پہنچی خبر ‏ — خوب لٹایا گھر و مال و زر

خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا ‏ — سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا

سنکے جمال پسر نامدار ‏ — دیکھنے آیا پدر نامدار

گود میں پردے سے نکالا اوسے ‏ — پاؤں پہ درویش کے ڈالا اوسے

ڈال چکا قدموں پہ جسدم اسیر ‏ — بیٹھ گیا گود میں لیکر فقیر

منہ میں زبان ڈالکے معصوم کے ‏ — ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے

حفظ کی دو چار دعائیں پڑہیں ‏ — خوب اثر دار دعائیں پڑہیں

حرز یے گنڈے بہت پڑہ دیے ‏ — نقش سے لکھے ہوے کئی دم کیے

ایک دعا لکھکے عطا کی اوسے ‏ — باپ کو پہر دیکے دعا دی اوسے

یہ مہ اقبال سلامت رہے ‏ — تا صد و سی سال سلامت رہے

آگے جو گذرا ہی مقدر کا حال ‏ — کہتا ہی یون راوی شیرین مقال

ہمنے سنا ہی یہ بہت معتبر ‏ — قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا ‏ — ماتھے پہ لکھہ جاتا ہے سبکے جدا

تھی جو بہت ساعت نیک اور سعد ‏ — بعد ولادت وہیں دم بھر کی بعد

کاتب تقدیر بحکم قدیر ‏ — لکھنے چلا جبہہ طفل صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
دے کہلے درویش نے گر کا اوسے
خدمت درویش مین آیا ملک
دیکھہ مجھے کیا مین فرشتہ نہین
ہی مری مٹھی مین ہر اک نیک و زشت
ہاتھہ بنا آئینۂ سرنوشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
ٹھہری ہی اس طفل کی تقدیر کیا
اوسنے کہا حکم خدا ہی جو کچھہ
جو جو بتایا ہی بتا سکتے ہین
مفت امانت مین خیانت کرین
تم سے کہین تاکہ کہو سب سے تم
کہنے لگے آپ سن اے رازدار
خلق مین غمساز رہین وہ نہین
ہی قسم حضرت ستار عیب
کاش زبان منہ سے نکالے کوئی
جب نہین مضبوط بہت پا لیا
حکم خدا ہمکو یہی ہے فقیر
فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان
گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
شاد و فرحناک سنے یہ پسر
گذرے یونہین اب لیل و نہار
ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک

حضرت درویش کو آیا نظر
لکہنے نیا دیا تہا کہ توکا اوسے
سے کہنے لگا کون بتایا کہ ملک
نے مرے قسمت کا نوشتہ نہین
نامۂ تقدیر یہ ہی ہر خط و دست
اس سے عیان ہوتا ہی ہر خوب و زشت
اب یہ بتا اے ملک نے فقیر
ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا
حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھہ
جو جو سنا ہی وہ بنا سکتے ہین
صورت ہاروت قیامت کرین
شاہ جی گر تے تو ہو مطلب سے تم
یہ نہین واللہ ہمارا شعار
اسکی سنین اوسکی کہین وہ نہین
تو جو بتا دے ہمین اسرار غیب
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی
کاتب تقدیر نے بتلا دیا
لکھہ یہ سر چہرۂ طفل امیر
اسپ سبک خیز سے زیر ران
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے
چین سے کٹتی ہی یونہین عمر بھر
گھوڑے سے اوترے تو میان مزار
ہاتھہ بڑہے طفل کے [illegible] تک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا	اور جو منظور تھا لکھنا لکھا
کام کیا شکل دکھائی نہ پھر	پر دہی اوسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا
ابر ہی چھائی ہی ہوائے بہار	ہو لب دریا بطِ می کا شکار
بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو	خون کبوتر بطِ می مین بھرو
بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب	برق چمکتی ہو میان سحاب
رعد کی شورش ہی بہار آئی ہی	مژدۂ گل باد صبا لائی ہی
چرخ پہ پونہچا ہی سرِ پیر مغان	جہومتا ہی شاد ہی پیرِ مغان
صاحب تاثیر ہی کیا بات ہی	بات ہر اک اوسکی کرامات ہی
نشاۂ مے آخرکار آگیا	پلکین اوٹھین ابر بہار آگیا
ایک پلک مارنے مین کیا ہوا	عالم بالا تہ و بالا ہوا
ہی یہ دعا شکل دعا سے فقیر	پیرِ مغان لاکھہ فدای فقیر
کہتا ہی اسطرح مرا ہمنفس	بعد ولادت کے جو گذرا برس
پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی	وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
طفل طرحدار وہ پیدا ہوا	جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا
پردے مین جب دیکھنے آیا پدر	خدمت درویش مین لایا پدر
ہنسکی کہا آپکا بخشا ہی یہ	اور انہین قدمونکا نقشا ہی یہ
کہکے پدر گود مین لیکر اوٹھا	بوسہ لیا گرکے قدم پر اوٹھا
خدمت درویش مین آیا گیا	کاتب تقدیر اودہر آگیا
پھر وہی درویش سے باتین ہوئین	پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین
محرم و ہمراز جو پایا انہین	غیب کا احوال بتایا انہین

حکم خدا ہو نہیں باد سے — خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
جلد پہونچ اے ملک با خبر — طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر
پہونچے جوانی کو تو استاد ہو — صید گر خلق مین صیاد ہو
ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے — شہر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
دام تقدیر سے رہائی نہیں — اسکے سوا اسکی کمائی نہین
راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام — جاکے فرشتے نے کیا اپنا کام
حکم جو حاکم کا روا ہو گیا — کاتب تقدیر ہوا ہو گیا
صاحب اولاد ہوا جب امیر — شاد کیا شاد ہوا جب امیر
سامنے جو دامن سائل ہوا — موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا — ہوش نہین تیری قسم ساقیا
تونے سنا جاتی ہے فصل بہار — ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار
کل یہ بھلا تخته جسم کہان — جام کہان بزم کہان ہم کہان
فضل خدا سے وہ سرانجام ہو — دورہ آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سوے میخانہ جاے — جای پر اس راہ سے پیاسا نجاے
حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو — اسمین تکلف نہین بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بھلا کیا حجاب — خیر کی کشکول مین بھر دے شراب
وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال — تونے سنا ہو مرے مرشد کا حال
راز خدا سب لوٹے معلوم ہے — شہرۂ آفاق ہی وہ دھوم سے ہے
ہاتھ اوٹھے بہر دعا تین بار — نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ ری تاثیر دعای فقیر — کہتا ہی یون راوی طوطی نظیر
حاملہ ایکی جو وہ نی بی ہوئی — بطن سے اوس نی بی کے لڑکی ہوئی

حور کا چہرہ تو پری کا جمال — ننہا سا قد اور جھنڈولے تھے بال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم — نازکی اندام مین آنکھون مین شرم
باپ جو پنہچے کی برابر گیا — گود مین لیتا ہوا باہر گیا
دیکھکے درویش نے بس ہنس دیا — پیار کیا گود مین جب لے لیا
چاند سے رخسار کا بوسہ لیا — دیکے دعا پردے مین بھجوا دیا
اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا — تذکرۂ حال نوشتہ ہوا
بولا کہ دو بار بتایا تمہین — غیب کا اسرار بتایا تمہین
راز خدا پوچھہ چکے واہ جی — اب نہ بتائینگے تمہین شاہ جی
آپ بہی مرشد تھے اللہ رے — کون سا ہی آپکا پاسبان قدم
سنکے یہ درویش نے اوس سے کہا — میرے تیرے کون سا پردہ رہا
اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات — تیرے سبب جان گیا ایک بات
پہنچی مرے کانون مین جو داستان — پہر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان
اوسنے کہا خیر خبر شرط ہی — مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہی
اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر — کہتا ہی یون خالق جن و بشر
جبہۂ بختہ پہ یہ لکہا ہی ملک — بہیک یہ مانگا کرے آخر تلک
صبح سے تا شام گدائی کرے — چین سے بے فکر کمائی کرے
حکم خداوند سے چارہ نہین — اسمین کچہہ انکا اجارہ نہین
حال یہ درویش کو بتلا گیا — اور وہ بختہ کے قریب آگیا
خامہ تہی انگشت ورق ناصیہ — حکم خداوند جہان لکہدیا
لکہہ جو چکا پہر کہین سایا نہ تہا — عقل یہ کہتی تہی کہ آیا نہ تہا
پہر لیے خزانے مین جو آیا پدر — سائلون کو بخش دیا مال و زر
زر دیا زیور دیا خلعت دیا — سبکو مگر حسب لیاقت دیا
شاد یونہین سبنے لگا وہ امیر — جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اوسنے روا ہو گیا
سنت جو کچھ اسنے کہا ہو گیا

سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور
لخت جگر گود مین دل مین سرور

حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو
عید کا دن روز تہا مان باپ کو

دہیان یہ تہا تہا نہ پہنچے گزند
دونون وہ مان باپ تہے شل سپند

سوی خدا ہاتہ اٹہے رہتے تہے
بہر دعا ہاتہ اوٹہے رہتے تہے

باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ
پہول تہے ہر بزم سے ہے باغ باغ

سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون
نخل جوانی سے برومند ہون

یونہین نظر بہی تہی اطفال پہ
پہرتے تہے آنکھون مین وہ نور نظر

سنتے تہے جب دم سخن اطفال کے
چومتے تہے سب دہن اطفال کے

قدرت یہ عیش مین جہولا نکر
یاد مر لذات کو بہولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا ماں باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکوں کی جدائی

آج مراسم مغان کیا ہوا
کل جو بندھا تہا وہ سمان کیا ہوا

ساقی و مطرب نظر آتے نہین
جا کے چہپے ہین کدہر آتے نہین

قلقل مینا ہی نہ چنگ و رباب
تاک مین آتی نہین بوئے کباب

تاک بہی مرجہا گئے ہین اللہ رے یاس
سرو و صنوبر بہی کہڑے ہین اداس

کیا ہی برستی ہے یہان نی کسی
میکدہ اور ایک جہان نی کسی

کوئی نہین میکدہ سنسان ہی
قدر جلو ہوکا یہ میدان ہی

آج یہان ہوتی ہی کچہ عقل گم
بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم

ایک اودواسی ہی فقط یہان نئی
خیر ہی کچہ فصل خزان آئی ہی

سنتے ہین ایسی ہوا کچہ چلی
شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی
شہر کا مشعر آج ہوا تہی

حشر کا سامان ہے پچہلا پہر
حال جو پوچہو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک — سبکے موافق تھا جو دور فلک
سب تھے سبتے دل شاد وہ بخت جگر — ہاتھ مین دل سے کہتے تھے نادر یہ
سر یہ جو تھی چاہنے والون کی چہاون — سب نے نکالے تھے غضب تہ پاؤن
فضل خدا سے ہوے وہ جان جان — تینون علی القدر مراتب جوان
چین سے اون سب کی بسر ہوتی تھی — عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی
جمع تھا اک جلسۂ عجیب و غریب — لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب
چرخ کو منظور ہوا تفرقہ — ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ
حج و زیارت کو ادہا وہ فقیر — روکتا اس راہ مین کیو نکر امیر
تحفے سب دیے لڑکون کے مان باپ نے — دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
دلمین سمائے ہوے تھے وہ لوے — کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ سے چلے
سب ہو گئے جس وقت یہ آنکھو سے اوٹ — دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
شاق ہوا حجرۂ فقیر جمیل — ہو گئے وہ دونون مریض و علیل
باپ کی ہپلے تو قضا آگئی — باپ گیا مان کو اجل کہا گئی
وہ صدف یاس کے دُرِ یتیم — بین یہ کرتے تھے کہ دل تہا دو نیم
وہ شفقت اور عنایت کہان — ہے کہین اس غم کی نہایت کہان
شام سے گیسو نہ بنائے گئے — صبح ہوئی منہ نہ دُہلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے — ہمکو ذرا بہی نہ خبر کر گئے
جا کے وہان ہم جو شکایت کرین — سنکے وہ منہ چومین عنایت کرین
اوترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہون — دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر — رونے لگین دیکھکے مادر پدر
الغرض اون سبکی وہ حالت ہوئی — خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک — گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا — ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا

کوئی بزرگ اونکا نہ سر پر رہا
تینون کے تینون رہے اور پھر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے
پھسلنے لگے مال اوڑانے لگے
مفت اونہین لوٹنے کی چڑیا ملی
خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اوڑی
سب اونہین لوگون کے بد دولت اوڑی
سن جلسے ہونے بجنے لگا دائرہ
خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے جوتے کرنے لگے گرمیان
پڑے واسطے ہو گئین بی سرمیان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی
نصیحتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین
جوڑ یہ چاہتے کہ اوکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی
بگڑے بنے اپنی کمائی رہی
ملکے اونہین لوگون نی وہ بات کی
دنکو سو جاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ لگانے کہ بہت دق ہوے
تینو سے تینون متفرق ہوے
مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا
لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون سے کیا گھر تباہ
سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ لو ای قدر ذرا ہوشیار
دولت دنیا کا نہین اعتبار
سر جو اوٹھایا کہین مثل حباب
دم مین ہوا نہین مثل حباب
آپ سے پانی پہ بنایا ہی گھر
ہر گھڑی کھٹکا ہی ہر اک دم خطر
قحبہ دنیا ہی بڑی بیوفا
یہ نہین کرتی ہی کسی سے وفا
حاصل ابے کہتے ہین مر مرکے لوگ
جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان
مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہی کہ وہی خودپسند
خلق مین مشہور ہوان پر عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر
گور مین کب تک یہ کرینگے بسر
خیر مین پیر خرد کی مرید
یاد سے ہی نعرۂ ہل من مزید
سب جہی عقل بلا لائیگی
بجز وہی حشر مین کام آئیگی

قطعہ تمہین عقل یہ کیا دہیان ہے ۔ جو کوئی دانا ہی وہ نادان ہے

یہ فقیر کی کہانی اور اوسکی غریب بیانی

آج نکل جائے گی دل کی ہڑاس ۔ اب تو چڑہا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتہ سبو تک بڑہائین ۔ ایک سبو کیا ہی کہ خم تک چڑہائین
سنتے ہین پہر فصل بہار آتی ہی ۔ دیکہیے وہ فوج ہزار آتی ہی
لاکہون پرے سوی گلستان گرے ۔ ٹوٹکے مرغان خوش الحان گرے
اوڑتے ہوے جاتے ہین منہ موڑ کر ۔ باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑ کر
راگ نیا لاتے ہین گلزار مین ۔ کان اوڑے جاتے ہین گلزار مین
بیٹہے ہو چپ مطربو اندہیر ہے ۔ چہیڑو طنبور کو کیا دیر ہے
رندو اوٹہو لائین اوسے ہاتہون ہاتہ ۔ پیر مغان آئے مشیخت کی ساتہ
پیر مغان کون وہی مرد پیر ۔ کاشف اسرار جناب فقیر
کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد ۔ نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد
پہرتے ہوے یک بیک آیا خیال ۔ چلکے ذرا دیکہیے اونکا حال
سوچکی یہ دل مین وہ یکتای دہر ۔ شاد و فرحناک گیا سوی شہر
شہر مین پہونچا جو وہ مرد فقیر ۔ سیدہا چلا سوی مکان امیر
جا کے جو دیکہا تو مچاتے ہین دہوم ۔ فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم
خیر سے ہوتا تہا جدہر کو گذر ۔ جہکتے تہے تسلیم کو دیوار و در
دیکہیے جس در کو الگ بند ہے ۔ کوئی نہ بوڑہا ہی نہ فرزند ہی
دیکہکے درویش نے سر دہن لیا ۔ ایک پڑوسی نے وہان سن لیا
سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد ۔ گہر سی جہپٹ کر نکل آیا وہ مرد
آکے کہا کون بتایا فقیر ۔ کہنی لگا پہر کدہر آیا فقیر
سنکے یہ بولے کہ ادہر آیئے ۔ آیئے اک بات تو تبلایئے

یہ تو کہو کیا ہے اسکے مکین — خیر تو ہی اس مین تو کوئی نہین
اوسنے کہا شکر خدا کیجیے — جس مین رضا اوسکی ہو کیا کیجیے
خاک کا پتلا ہے یہ مجبور ہی — سخت زمین اور فلک دور ہے
یہ مرض ہجر بڑہا مر گئے — دونو سنکے دونون وہ قضا کر گئے
تہی جو یونہین مرضی رب کریم — ہوگئے اطفال وہ تینون یتیم
داغ یہ درویش نے جب دم سہا — تہام کی دل اوس سے یہ رو کر کہا
اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل — تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل
اوسنے کہا شہر سے راہی ہوے — تینون بشہر ملک تباہی ہوے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا — جاکے سوارون مین وہ نوکر ہوا
باپ کے مرنے سے ملے اوسکو مال — گہوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال
دوسرے فرزند کی سنیے خبر — شہر سے اوسنے ہی کیا ہی سفر
قلت زر سے یہی دل مین ٹہنی — کرنے لگا پیشہ صیدافگنی
ہاتہ مین اور دوش پہ کنیا ہی دام — شام کو بازار مین گنتا ہی دام
پوچہتے ہین آپ جو دختر کا حال — کرتی ہی اک شہر مین در در سوال
مال پہ ہاتہ نہ آیا اوسے — کیا کرے آخر یہی بہایا اوسے
تم کو ملے گا جو نشان ایک کا — ایک سے پاؤگے نشان ایک کا
اوسنے سنایا جو یہ قصہ تمام — آپ بڑہے کہکے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گہوڑون کی سوداگر کے پاس آنا

کل یہ سنا تہا کہ پہر آئی بہار — آج خدا ہی نے دکہائی بہار
خار بہی گل ہوگئے ندرت یہ ہی — جہوٹ اوڑہی سچ ہوئی قدرت یہی
طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک — آج تو جہونکے کوئی انکہون مین خاک
رنگ بڑہے اس پہ بہار آئی ہے — باغ پہ جوبن کی گہٹا چہائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ
اور شرابی بی کبابی کے ساتھ

دھوم ہے رندوں میں غضب ہو رہی
چھینٹے ہیں غل ہی عجب دھوم مچی

نوبت ہے ساقی کی دکان پر ہجوم
باغ کے در تک سے برا ہجوم

باد صبا بار نہیں باقی ہے
پھول میں خود پھول کی بو آتی ہے

اودی گھٹا اور گلابی شراب
مشرب زاہد کو کرے گی خراب

زور عبادات کا گھٹ جائیگا
ایک ہی چلو میں اولٹ جائیگا

توبھی زاہد کا وضو ٹوٹ جائے
توبھی اک جرعے میں جی چھوٹ جائے

توبھی عمامہ بکے شہر میں
توبھی پاجامہ بکے شہر میں

توبھی چھپے یہ سر پیر مغان
آکے کرے بیعت پیر مغان

پیر مغان اور مغان کے مرید
شاد ہیں نوروز ہی یا روز عید

جام بھی ہی آنکھ چڑھائے ہوئے
اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوئے

دیدۂ ساغر کو ہی کیا انتظار
دست سبو جھکتے ہیں کیوں بار بار

قدر تے یہ منت پس و پیش ہے
آج یہاں آمد درویش ہے

سنئیے سن تے لیجیے آیا فقیر
دھیان ادھر کیجیے آیا فقیر

پہنچا رسالے میں جو وہ ذی وقار
ڈھونڈھتا تھا خواہ گہہ ہر سوار

ایک کے بستر پہ نشان ملگیا
پھر تو وہی راحت جان ملگیا

دوست کا اونکے وہ کلان تھا پسر
آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر

باپکا ہمراز انھیں جان کر
رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اوسے
رونے لگے اور رولایا اوسے

دونوں طرف شکوے نکلے دفتر کھلے
جاگے نصیب اور مقدر کھلے

وہ جو سناتا انھیں حال فراق
یہ بھی جتاتے سفر اشتیاق

اونسے وہیں پاس اوتارا انھیں
حال سنایا کیا سارا انھیں

شاد جی آرام سے رہنے لگے
اوس سے یہ اک روز یہ کہنے لگے

کیا کہیں الفت ہے جو تجھہ آپ سے / تو نے سنا ہوگا کبھی باپ سے
کیا کہیں ہم جیسے وہ محروم تھے / رتبے ہمارے اونہیں معلوم تھے
تم بھی ہو جیسے بڑے عقلمند / کیا ابھی سن ہی جو سنو وعظ و پند
اوسنے کہا کون سی بات ہی / مجھہ پہ بزرگون کی عنایات ہی
آپ سے شرمندہ ہون نادم ہون مین / جس مین مجھے حکم ہو خادم ہون مین
معتقد اسطرح جو پایا اوسے / وعظ یہ ناصح نے سنایا اوسے
جو کہون مین اوسمین نکر قیل و قال / اسپ سمند سیر ابھی بیچ ڈال
دام جو کچھہ آئین اونہیں صرف کر / شام تلک سب بنا لے وہ زر
سنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے / خیر ہی درویش کو کچھہ خیر ہے
بیچ ابھی اور نہ کچھہ منہہ سی بول / واہ جی گہر گھوڑا انجا من مول
دیکھکے رخ بولا وہ آگاہ دل / واہ یقین واہ جگر واہ دل
چاہیے اسمین نہ ذرہ فکر و غور / وہ مرا معبود تجھے دیگا اور
اسمین بھلائی ہی تری جان لے / بات فقیرونکی ذرا مان لے
جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہین / کشف و کرامات کو بہانپا وہین
سیدہا اوٹھا اور گیا تھان مین / کھول کے لایا اوسے میدان مین
لاکی رسالے مین وہین ہاتہون ہاتہ / بیچ لیا اسپ آمی کے ساتہ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے / گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
کیون نہ پھیلا چین سے کاٹی وہ شب / بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
قیمت اسپ اوسنے جو پائی تمام / ایک ہی دن مین وہ اوڑائی تمام
کون سکے اس مین برائی ہوئی / بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
جب رسالے مین رہا آسرا / دونون گئے جانب جہان سرا
دیکھا وہان جاکے تماشا عجیب / ایک ہی اسوار مسافر غریب
جاتا ہی گھر بیٹھے وہ میدان سوار / راہ میں ... ہوا راہوار

روکے وہ کہتا ہی کہ اے میرے رب — گھوڑا نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو — یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جا کر کہا — گھوڑے مین کچھہ دم نہین باقی رہا
چاہیے مرے ہاتہون اسے بیچ ڈال — تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اوسنے کہا خیر سہی دیجیے — خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپ نے منظور کیا لے لیا — مول جو ٹھہرا تھا اوسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانا ہوا — گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپ نے جسوقت یہ گھوڑا لیا — اوس سے لیا اور انہین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر — بیچ اسے چین کر آرام کر
ہی تری تقدیر مین گھوڑا مدام — روز کے روز آئین خبردار دام
تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری — یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری
کہتے ہین درویش جو حامی ہوا — پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
خلق مین ساکہا ہی بڑا اسقدر — لاکھون روپے آنے لگے بات پر
واہ ری تدبیر جناب فقیر — ہو گیا دو دن مین امیر کبیر
مال و خزانہ اوسے حاصل ہوا — دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا
باتون ہی باتون مین کہا ایکدن — ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
جاؤ تمہین اوس دم تری بہائیکی پاس — اوس سے بھی ہی یونہین کچھہ التماس
ساتھہ نہ کچھہ مال و خزانہ کرو — آدمی اک دیکے روانہ کرو
اوسنے کہا آنکھون سے منظور ہی — بیچ ہی جو مامور ہی معذور ہے
طی ہوئی یہ بات تو رہبر لیا — چل دیے اور آگے اوسے دہر لیا
تہا جو مقام اوسکا وہ جانا ہوا — رہبرِ رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکیکے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا
انکہہ تو یارون سے ملا ساقیا

طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہے
خیر ہی کیون ہمسے بہرا رہتا ہی

ہم سے اوڑا تو تو اوڑائینگی ہوش
صورت بادہ ابہی آئیگا جوش

تاؤ مین آکر ابہی لینگے قدح
قدح سنا کر ابہی لینگے قدح

سوکہہ گئی وردِ دعا مین زبان
جب کہین جاری ہوئی تیری کان

تہری پہری کوئی لب تر نہو
صورت قارون کہین ابتر نہو

جی مین ہی سائل کی گرہ کہول لے
نقد ہی لے دل کی گرہ کہول لے

توکوئی پائی بہی نہ پائے وہین
جائے ملے آٹہہ اوڑائے وہین

دہیان نکر خیر جو خالی ہین ہاتہ
جام تو بہر ناز و لطافت کی ساتہ

اشک مئی سرخ کا بیعانہ ہے
چشم وخرد قیمتِ پیمانہ ہے

جلد چہکا ایک سفر پیش ہے
فکر و تردد ہمین در پیش ہے

ولولہ ای نازکے بانی یہ ہی
راوی صادق کی زبانی یہ ہی

چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر
منزل صیاد پہ پونچا فقیر

پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا
کہولکے دروازے کو اندر گیا

جہک کے کیا اوسکو ادب سے سلام
حال برادر کا بتایا تمام

حضرت درویش کی تدبیر عقل
گہوڑونکی سوداگری و ساری نقل

مال کا آنا وہ روپیونکا شمار
خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار

دیر تلک اوسکو سنایا کیا
اوسنے جو پوچہا یہ بتایا کیا

پہر یہ سنایا اوسے حکم امیر
ملے ترے پاس آیا ہی خود وہ فقیر

خاطر نازک سے ذرا ہوشیار
اس سے موفق نہو زنہار

راز آلہی سے نہ گہبرائیو
جو کہے آنکہو سنسے بجا لائیو

بول اوٹہا چونک کے وہ خستہ جان
جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان

اوسنے کہا آئیے باہر مین آپ
دیکہیے کیا جلوہ و داورہین آپ

جب یہ سنا اوسنے اوٹھا بر محل
سامنے حضرت کے گیا سر کے بل

پانون حضرت نے جو پایا اوسے
سینۂ اقدس سے لگایا اوسے

سب سے پہلے تو کی تعزیت والد مین
دونون لگے رونے سے ہوا شور و شین

دیر تلک یاد مین روتے رہے
بین بھی ماہین مین ہوتے رہے

اشک الم یاس سے بہنے لگے
پھر لگے صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اوسے لپٹا لیا
سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بہلا کب تھا گوارا انہین
اوسنے وہین گھر مین اوتارا انہین

حال سنایا کہ برا حال ہے
جال مری جان کا جنجال ہے

گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
دام بنا ہے خط تقدیر سے

ہنسکے یہ کہنے لگے ای ذو شعور
صبح ترے ساتھ چلین گے ضرور

چلکے وہین حال سنائینگی ہم
جو جو بتانا ہی بتائین گے ہم

اوسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
تم خط تقدیر کے اوستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی
زور پہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اوٹھا وہ جوان
فجر پڑہی اور کیا اپنا دھیان

دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ
اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ

ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
دونون گئے عالم ہستی سے دور

ایک کف دست بیابان تھا
صل علے نور کا میدان تھا

سبزۂ نوخیز بہت لہلہے
اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدہی درختون کی قطار اک طرف
لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاک گریبان سحر اک طرف
نالۂ مرغان سحر اک طرف

نخل مین لٹکے ہوئے بار اک طرف
اور گل خود رو کی بہار اک طرف

جہیل لبالب تھی بھری اک طرف
قہقہہ کبک دری اک طرف

مور کی جنگل مین صدا اک طرف
گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اڑتے وہ بے شبنم پہ تکن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر
گہانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور
شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور
سرد ہوا اور برودت بہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار
دونون گئے پہر اوسی میدان مین
اوس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی
دیر ہی کیا اب نہ ذرا سانس لو
اونسے وہین دانیکو چھٹکا دیا
جال مین اک باندہ دیا جانور
دونون وہ پہر ایک طرف جا چھپے
ٹوٹکے دانے پہ گرے یون پرند
دام لیا ہاتہ مین صیاد نے
ہاتہ کے اوٹہتے ہی اوٹھے جانور
اونسے کہا آپنے یہ کیا کیا
ہوش مین آب سے خبردار ہو
ورنہین عرصہ جو بہت سا کہچے
باز جو پہنچا سے تو پہر لا کلام
اونسے کہا باز نہ آئے اگر
تونہین کچہہ جانتا کیا راز ہے

چوکڑی بہرتے تھے ہرن اک طرف
اور چرندون کی کلیل اک طرف
کہولدے جو روضۂ جنت کا در
تخت زمرد مین تہے موتی جڑے
ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
پہنس گئے گیسو مین دل ناصبور
ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دم جو لیا جان پڑی جان مین
خوب نکالی ہی جگہہ واہ جی
صید جو چاہو وہ یہین پہانس لو
دام کو پہیلا کے یہ دہوکا دیا
جس مین پرندون کو نہ ہو کچہہ خطر
آڑ ہوا دامن صحرا پہ چہپے
دانۂ انگور پہ جس طرح رند
ہات ہلایا وہین استاد نے
بیٹہ گئے اوڑکے کسی شاخ پر
کہنے لگے منع تجہے تھا کیا
دیکہہ کر باندہ کے طیار ہو
حال مین کوئی نہ پرندا کہچے
شوق سے سنئے پوچہتے ہو جو کہنچ دام
آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
باز کا ملنا بہی خدا ساز ہے

تیرے مقدر مین ہی اک جانور
چاہی گا جو کچھہ وہ ملیگا تجھے
اوسنے کہا دام وہ ہی لاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جا و
حکم کو سنکر وہ اوٹھا چست چست
دانے پہ گرنے لگے پہر جانور
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
باز بہی اتنے مین گرا ٹوٹ کر
اوڑنے کو چاہا جو وہان باز نے
دونون اوٹھے دشت سے اور گہر گئے
پانسو اوس باز کی قیمت ملی
صبح کو پہر جانب صحرا گیا
خوب اوسے دل سے جو بہائی یہ بات
آئیو جب پہانس کے باز آئیو
پہر اوسے حضرت نے سنایا یہ حرف
تہوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر
کیسہ زر دام کا حلقا ہوا
فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا
پہر یہ کہا ایک سفر پیش ہی
آدمی اک راہ بتانے کو دو
ہان یہ عرض آپکی ہمشیر سے

اوڑکے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
حکم جو ہو پہر اوسے پہیلاؤن مین یا
دام کہین اور جگہہ جا لگا و
دام کہین اوسنے کیا پہر درست
پہر بہی نہ صیاد ہوا کچھہ خبر
باز کا پر بہی نگیا دام تک
یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
باز ہی اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
پہر نہ وہ پہندے سے پہرا چھوٹ کر
کہینچ لیا دام مین جانباز نے
باز لیے شہر کے اندر گئے
اوسکو یہ قیمت بہی غنیمت ملی
پہانس لیا باز کو اور آگیا
حضرت مرشد نے سکہائی یہ بات
باز نہ آئے تو نہ باز آئیو
روز جو کچھہ آئے وہ ہوجائے صرف
بننے لگے سونے کے دیوار و در
باز اوسے سونے کی چڑیا ہوا
دیکہکے درویش بہی شادان ہوا
کسی بہی حاجت درویش سے ہے
ایک سے بہتر ہین مگر جان دو
کہوئیے ادبار کو تدبیر سے

اوسنے وہین ساتھ کیا آدمی   سے لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہچانا

جام جو ایک آدھ بچا ہو سو ملے   حضرت ساقی کا بھلا ہو سو ملے
کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو   چین کرو خوش رہو آباد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہین   دیکھیے سرکار اونہین کیا دیتے ہین
آپ ہی کا نام سنا اور آئے   دیر ہی کیا کوئی ادہر دور آئے
ٹوٹتا ہی جسم ادہر آئے قدح   پڑہ لین جاہی مین دعای قدح
چلتے ہین ہم دور نہ ابتک چلا   ہیچ ہی شکل سوم سخی سے بھلا
جام جو دینا ہے تو دیجیے شتاب   اور نہ دینا ہو تو دیجیے جواب
آپ کی خدمت سے کرین درگذر   دیکھین ہم جا کے کوئی اور در
پاون فقیرونکا نہ کچھ لنگ ہے   اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمہین چاہیے ای مہربان   دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بھلا خلق مین ہوجائے نام   بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہی خانۂ دختر غرض   پہنچے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کھڑے رہ گئے بیرون در   گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بھائی کی جانب سے دعا دی اوسے   ساری حقیقت وہ بتا دی اوسے
ذکر کیا آمد درویش کا   حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اوسے   بھائیونکا حال سنایا اوسے
گھوڑونکے بکنے سے وہ پایا روپے   باز کا پھنسنا وہ اوڑانا روسپے
کوشش درویش جتایا کیا   ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین   شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر   پاون پہ پھر آکے گری دوڑ کر

آپ نے قدمون سے اوٹہایا اوسے — اور دیا خوب دلاسا اوسے
جا لگی اپنا سہارا اونہین — جہولی مین اپنے اوتارا اونہین
روکے وہ پہر کہنے لگی اپنا حال — ہی مری تقدیر مین دردر سوال
کشتی درویش مین ہی آبرو — پہر بہی گرا کرتی ہی وہ کو بکو
کاسہ گدائی کا ہی اور دست زار — چاک کی صورت نہین دم بہر قرار
اوسنے یہ سب حال جو تبلا دیا — آپ نے سن سنکی دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکہہ — بات جو کہدون مین اوسے یاد رکہہ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو — دے کوئی توڑا تو جبہی لیجیو
ایک بہی کم ہو تو نہ لینا روپے — دیکے دعا پہیر ہی دینا روپے
اوسنے کہا ایسا تو دیکہا نہین — کانہہ کا پورا کوئی اندہا نہین
شاہ جی یہ کہنے لگے جاؤ شتاب — اسمین نہین جای سوال وجواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو — مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ سے کیا — ناچنے جب نکلے تو گہونگہٹ ہی کیا
یہ جو سنا مانگنے گہر سے چلی — بہیک ملی لاکہہ پر اوسنے نہ لی
پوچہتا کوئی تو بتاتی یہ حال — ایک ہزار لیگا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا سے ملے — جس سے جو حصہ ہو ہمارا سے ملے
سنکے یہ لاکہون کے وہان دل سپے — لاکہون یہ کہتے تہے جنون ہی اسے
لوگ بہت جمع ہوے گرد پیش — بہیڑ سے حیران تہی وہ سینہ ریش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کروفر — ایک سواری نکل آئی ادہر
یعنی ادہر ایک امیر آگیا — بہیڑ جو دیکہی تو وہ گہبرا گیا
پوچہا وہان اوسکا سبب ماجرا — لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آگے جو تفتیش کیا اوس سے حال — کرنی لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تہا وہ رحم دل — حال سنا اور ہوا منفعل

تیری گرمی وہین توڑا دیا — ونکے محافظ اوسے سمجھا دیا
پہنچے کہین اور کسی گھر گئی — سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچھہ تہی وہ دکہایا انہین — اور وہ سب حال سنایا انہین
سنکے کہا آج ہی ہو جائے خرچ — خرچ رہے روز جو کچھہ آئے خرچ
اوسنے سنا کان سے جسدم حرف — کوڑی نرکہی کیا سب مال صرف
تہی جو مقدر مین کمائی وہی — صبح کو پہر جا کے وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچۂ دل کہل گیا — تہوڑے سے عرصے مین بہت مل گیا
پیر نے یہہ بات بتائی اوسے — ساری کرامات بتائی اوسے
ہی یہ گدائی تری تقدیر مین — ہارے ہمت کو نہ تدبیر مین
ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل — آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی — اوسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکہکے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر — شکر کے سجدے کو جہکا وہ فقیر
عرصے تلک پہر وہ اوسی جا رہا — تذکرۂ ایک دن اوس سے کہا
کام جو تہا شکر خدا ہو گیا — بار سے مین سب کے ادا ہو گیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع — آج خوشی سے مجھے کردو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین — شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکہکے یہہ آپکا جوش و خروش — اوڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
روکے کہا خیر چلے جائیے — صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے — جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین ای ساقی مخمور آ — جوش مین اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دل سے جسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل مری آگ ہو

آتش دل تیز ہو وہ جام دے ۔ جوانی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو ۔ جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے ۔ آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب ۔ جام وہ دے ہو دل زار کباب
نشے پیے سرشار ہون وہ جام دے ۔ نشے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم ۔ جام وہ دے دل ہو فلاطونکا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے ۔ پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو ۔ جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے ۔ گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو ۔ مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام رنگ ۔ جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر ۔ نشائے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی ۔ حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہر گیا بہلا وہ فقیر ۔ کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہبر راہ آگہی ہوا ۔ دشت و بیابانکو وہ راہی ہوا
شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے ۔ اور ہرن شیر فگن ہو گئے
سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق ۔ جب سے پڑا گردن قمری مین طوق
کوک اوٹھا تھا کہین طاوس باغ ۔ چرب زبانی سے لگا اوسکو داغ
قہقہو لیتی کبک پر آیا غضب ۔ آگ جبھی کھاتا ہی یہ سنکے ادب
دھوم ہوئی عشق خداداد کی ۔ آب گئی تیشۂ فرہاد کی
دیکھکے واثق پس ہامون چھپا ۔ دامن کہسار مین مجنون چھپا
دشت مین جب آپکا جلوا ہوا ۔ گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا ۔ پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اوگے
بات مین ایک ایک کے وہ دو دو اوگے

آگے جو صحرا مین یہ رشک ملک
راہ مین سبزے نے بچھادی پلک

اور پی التسلیم ادب بار بار
جھکتے تھے کیا کیا شجر بار دار

لو تو کبھی اوسطرف آتی نہ تھی
باد صبا خاک اوڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جا بجا
اور پرندونکے بسیرے جا بجا

سرزمین اور وہ ٹھنڈی کچھار
بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین گرگدن
تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا
جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی
دھوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو
خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سیدہے وہان آپ چلے جاتے تھے
سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان
دل مین خدا اور یہ غزل بر زبان

غزل

عارض پرنور جو دکھلا دیا
کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی
آنکھ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر
جسکو مناسب تھا جو دنیا دیا

عشق دیا اور دل وچشم بھی
حسن دیا ناز دکرشما دیا

آنکھ کو بیماری نادیدہ دی
ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو سبراک رند کو تردامنی
حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجکو ترے دربار مین
ایسی کوئی راہ بتالا دیا

لیجیے چشم وجگرو دل ابھی
پاس جو تھا قدرنے وہ لا دیا

سوز جگر سے بھی پڑھتے ہوئے — آپ سے چلے جاتے تھے بڑھتے ہوئے
جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے — نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے
منہ سے کبھی آپ کے جاری تھا کیف — جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف
لب کبھی آہون سے لبالب کیا — اور کبھی نالۂ یا رب کیا
نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت — گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند — کوسون اوڑے جاتے تھے وحشی چرند
بس یہ خدائی خبر راز دی — پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز سے چلے واہ جی — ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سنکے صدا آپ ذرا تھم گئے — دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے ادہر غور سے دیکھا اوسے — آپ نے اس طور سے دیکھا اوسے
آتا ہی وہ گھوڑا اوٹھائے ہوئے — باز لیے توڑا اوٹھائے ہوئے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا — آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ خیر آپ مجھے جانیے — دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا — کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین — آنکھ سے دیکھا کبھی جانا نہین
سنکے ہنسا اور کہا واہ جی — آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہی جو کچھ بھی پہچان ہے — کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہی
کیا کہون رہتا ہون عجب جال مین — تمنے پہنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی — یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے — میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہی ایک کو گھوڑا ملے — ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہوگیا — وہ اس صحرا مین نہان ہوگیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے — دشت مین اک جا متوکل ہوئے

لائے نہ او تمکو کبھی دنیا مین آپ / خضر صنعت رہ گئے صحرا بن آب
دیکھئے گردش خط تقدیر کی / خوب ہی درویش نے تدبیر کی
ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے / خوب بڑا پایا اونہین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصہ ملا / جو جو تقدیر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار / ایک گدائی سے ہوئی مالدار
ابتو ذرا قدر تمہین ہوش ہو / جو جو سنا ہی وہ در گوش ہو
چاہیئے تقدیر کے قائل رہو / پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیئے تدبیر بہ دستور سے / ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہی / چشمہ قسمت مین جو ہی پانی ہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیے / درد جو ہو اوسکی دوا چاہیے
پائیگا قسمت مین جو ہو گی معاش / فرض ہی انسان پہ لیکن تلاش
ہاتھ نہ پھیلے یہی چیدہ رہے / پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب تو سطرے کرے ساز باز / پاؤن نہ کمل سے کبھی ہون دراز
طول ہی بیفائدہ المختصر / ہی یہی مضمون قضا و قدر
دلمین جو شیطان کبھی وسواس لائے / کیجیے تدبیر جو اراس لائے
بات رہے قدر وہی بات کر / حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دہوم ہوا ای ساقی جام الست / مین بھی رہون بادہ عرفان کے مست
دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا / خوب چڑھا نشہ کہ تھا اوسبلے
ایک پیالہ جو پیا چت ہوا / ہوش اوڑے بزم مین ساکت ہوا
جامہ مستی کی نہین کچھہ خبر / عمر تو غفلت مین ہوئی ہی بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین / مین تری دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا / خلق ہوا تنگ خلائق ہوا

خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ | دامن آدم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو نہ باک ہو ہین | جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ | صورت ہمزاد ہی میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بیدوار | ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو چاہی تو ابہی روز ہو | ساز کرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا تو رحم ہی عصیان کی آڑ | اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ | آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہی تو | پڑہتا ہون مین آیہ لا تقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم مچا آ روح قدس ہوم سے | دہوم ہی کیون کچہہ تجہے معلوم ہے
کچہہ تجہے معلوم ہی کیا شور ہے | شور ہی یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہی احسنت ہی | سچ تو یہ ہی فکر بہی ساونت ہی
توڑتے ہین عرش کی تارے تو کیا | قدر جو ہمت بہی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن | شاعرون کے شاہ جناب حسن
سرد ہی بازار کہ سودا نہین | ورد نہین جرات و انشا نہین
میر کو پہلی ہی اجل کہا گئی | حضرت ناسخ کو بہی موت آگئی
آنکہون مین اندہیری سب خشک و تر | آہ نہین برق و جناب سحر
اونکو وہ کہاتے تہے یہ تاسف رہا | یہہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم | قدر بہلا روئینگی کسکو ہم
وہ تو گئے بحر ہین ناسخ کی روح | حضرت باری انہین دے عمر نوح
کشتی نوح سخن اونکی ہی ذات | انسے ملا جو کوئی پائی نجات
ہم ہی ہین تاجی کہ ہوے مشہور ہیے | حضرت امداد علی بحر سے

نام وہ ہی جس سے ہی ناسخ کا نام ‖ خاص ہین جاری ہی مگر فیض عام
اس پہ یہ کافی ہی دلیل قوی ‖ لکھ گئے ہم کہکے جو یہ مثنوی
جو جو بتانا تھا بتایا تمام ‖ جو جو بنانا تھا بنایا تمام
قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر ‖ بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر
بات مگر دہیان مین آئی ہی یہہ ‖ کیون نہو ناسخ کی کمائی ہی یہہ
غالب دہلی کا بہی ہو کیا بیان ‖ نام جناب اسد اللہ خان
قدر سے شاعر کے یہہ استاد ہین ‖ زور کمالات خداداد ہین
دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر ‖ قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر
ڈہالتے ہین شعر نئے رنگ کے ‖ رنگ اوڑا دیتے ہین ارژنگ کے
شعر بلیغ آپکی بندش فصیح ‖ قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح
کون بہلا جوہر ذاتی نہین ‖ عقل وہ ہی عقل مین آتی نہین
پہونچی یہان جب یہ کتاب شگرف ‖ ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف
کہنے لگا سنکے ہماری کتاب ‖ کان ملاحت ہی یہ ساری کتاب
اب یہ مناجات کیا چاہیے ‖ حضرت عزت مین دعا چاہیے
دست دعا ہو کہ جدہر رو سہے ‖ عید ہو اپنی جو اودہر تو رہے
غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو ‖ خیر یہ ہی خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکہنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی ‖ دنگ ہوئے مولوی مثنوی
ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد ‖ گرمی بازار ہوئی اوسکی سرد
چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کے جام ‖ آب خجالت ہوا حسن کلام
آگئی انصاف پہ عقل سلیم ‖ سلمک اللہ پکارا سلیم
گلشن نورستہ ہین ابیات کل ‖ غنچہ ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسوئے جانانہ ہے	پنجہ مژگان پری شانہ ہے
سلک گہر جملہ مصاریع ہین	نامۂ محبوب کی توقیع ہین
نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین	بیت ہر اک زلف دوتای حسین
کیا ہی ضیا بار ہی یہ مثنوی	خلد کا گلزار ہی یہ مثنوی
قدر نے کی مثنوی اپنی تمام	بحر لکھو تم ہی سن اختتام
یہ سنہ مثنوی قدر ہے	مثنوی قدر مہ قدر ہے

سنہ ۱۲۸۶ ہجریہ

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بہلا ناز کرے بلگرام	جس نے زمین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے	واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر	نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصہ تقدیر کو	فضل خدا سے ہی عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو	لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۸۶ ہجریہ

ولہ

صل سے نکلے مثنوی میر قدر	ہی کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابہی اور کہو سال نظم	باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۸۶ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہی قضا و قدر	یا کوئی دردانہ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو	چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۸۶ ہجری

غلام محمد خان وصل بلگرامی

قدرشناس شعرا میر قدر / شاعر غرّای سراپا سنج
نظم نمودست قضا و قدر / پس ز تاریخ تو و اصل بسنج
مثنوی صوری و فصلی نویس / سال ہزار و دو صد و شصت و پنج

سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام / بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر از پی سال تاریخ او / نوشتہ بیان قضا و قدر

سنہ ۱۲ ہجریہ

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہی یہ / زمانے مین نہین ہی جسکا ہمسر
تجمل نی جو کی تاریخ کی فکر / ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

سید امین علی بلگرامی

قد اتی بمزدوج / من بدا الله القدر
قلت عام مختمه / القضاء و القدر

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر / قصۂ تقدیر ہی کیا واہ واہ
میرے تو استاد ہین مین کیا کہون / جسنے سنا اوسنے کہا واہ واہ
خوب لکھی خوب لکھی مثنوے / صل علی صل علا واہ واہ
وہم ہی انسان و ملائک مین وہم / ارض سے ہی تا بسما واہ واہ
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی / نظم یہ ہی صل علے واہ واہ

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع

[illegible]

ڈاغ سینے کے نہ دہکین کہین انگر کیطرح
دلِ عاشق آگ مین جہوسنگے نہ سمندر کیطرح

ع

[illegible]

خاک اوڑتی ہی جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گہر اوجڑ جاتے ہین بستی پہ بلا آتی ہے

ع

[illegible]

جگر و دل یہان ہاتہ سے پہرتے ہین
زندہ دل اسکے وہی ہین جو مرے پہرتے ہین

ع

[illegible]

دیکہلو آنکہ لڑائی یہ بری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین جہری ہوتی ہے

ع

[illegible]

پوچہتا ہی جو لولی دوست کہ یہ کیا ہے
گلگلی باندہے کہدیتے ہین منہ سی سب ہے

ع

[illegible]

شمع رخسار نے دیوانہ بنایا تو ہے
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو ہے

ع۷

جگر و دل کبھی ای جان سنبھالے نہ گئے
کانٹے پلکون سے نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

ع۸

دم بھرے جاتین گی ایجان جو دم مین دم ہے
خوش بنیا بیٹھے کرین آپ یہان کیا غم ہے

ع۹

سحر کی شکل ہی اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو جیتی کی کمر پائی ہی

ع۱۰

چلتے ہو بجنون کی بہل خوب تنے پہرتے ہو
ملنے جو بن مین چھلاوے بنے پہرتے ہو

ع۱۱

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہی کلیجے سے لگا لین آؤ

ع۱۲

ڈھونڈھتی ہین تمہین ای یار ہماری آنکھین
دل تو پہرتا نہین پہر جاتین تمہاری آنکھین

ع۱۳

یہی حسرت ہی کہ ذکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

ع۱۴

یہی کہتے ہیں کہ دل موم ہی نرمی دیکھو
گرمیان کر کے جلا یا نئی گرمی دیکھو

جب سے دل لینے لگا اے یار تمہین ذوق ہوا
اوسی دن سے تمہین آئینے کا بھی شوق ہوا

سب سے کہنے تھے سچ بیچ مین کہاوٹ کب تھی
آنکھ اوپر نہین اوٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

بجز آئینہ نہین چہرہ دکھاتے نہین آپ
ہان مسی کے سوا منہ بھی لگاتے نہین آپ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین سنتے پہلے پہل یوسف ثانی ہو تم

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

مردہ آواز سنی آپ کی زندہ ہو جاے
سکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

قہر ہی بیجا حق مین یہ سکھے دیتے ہین
زہر سے آپ کی حق مین یہ سکھے دیتے ہین

اچھی باتو نمین کیسے لوگ برا سکہتے ہین
بری چالون سے بھلا کس کو بھلا سکہتے ہین

شعر

[illegible]

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کی بی طور ہوے جاتے ہین

شعر

[illegible]

آنکھہ پڑتی ہی تو تیوری و مین چڑھ جاتی ہی
بات تھوڑی سی ابہی ہوتی ہی تو بڑھ جاتی ہی

شعر

[illegible]

بت بنا دون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابہی آذر کیطرح

شعر

[illegible]

ہوش جب آپکو آئے تو ادھر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑیگا تو بن جائیے گا

شعر

[illegible]

طائر مرگ کو چٹکی پہ اوڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

شعر

[illegible]

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

شعر

[illegible]

قاف سے دیکھنے کو آئین گی پریان تمکو
دیکھے لی نہ لوٹ ہین تشل سلیمان تمکو

شعر

[illegible]

دیکھو وہ رہتی ہین آنکھین نہ تمہا لو اہی قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگا لو اہی قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یا رب بختون کو میری خامی مقبول	یعنی واسوخت ہو تمامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے	واسوخت قدر بلگرامی مقبول ۱۸۵۸ع

تمت

خدای سخن آفرین آبرو بخش معانی رنگین کی ستایش و ثنا مطلع کلام ہی پہر صدر نشین دیوان رسالت شاہ قصیدۂ نبوت جناب ختمی مآب اور اوسکی آل اطہار اصحاب کبار پر درود و سلام ہی کہ انکے طفیل سے اونسنے تائید فرمائی کارگزاران مطبع اوسکی تائید سے مثنوی مع واسوخت کے اختتام کو پہونچائی ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۴ ہجری کی دسوین تاریخ بخوبی انجام ہوا کانپور گلستن بازار مطبع شعلہ طور مین اہتمام ہوا سید مقصود عالم رضوی پہانوی نے اختتام طبع کی تاریخ موزون فرمائی نازک خیالان سخن کو جولانی طبیعت کہانی آئی کہ گوہی

تاریخ اختتام ہے یہی بخیر ختم کلام ہی

قطعہ تاریخ طبع

دلچسپ مثنوی قضا و قدر بنام	ہر صفحہ اش ز رنگ سخن رو کش بہشت
مقصود دوش سر بگریبان فکر برد	تاریخ طبع حکم قضا و قدر نبشت ۱۲۷۴ ہجری